

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفِ آغاز

حبیب الرحمن عظمیٰ

اپنے آپ کو دانشور اور روشن خیال کہلانے والوں کی اکثریت اسلامی آثار و روایات کے مقابلہ میں مغربی تہذیب و اقدار کی ترجمانی اور نمائندگی کو اپنے لیے سرمایہٴ افتخار سمجھتی ہے، اس جماعت کی جانب سے تحقیق و ریسرچ کے عنوان سے جو چیزیں سامنے آرہی ہیں، ان سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ لوگ حالات اور تقاضے کی آڑ لے کر اسلامی معاشرہ کو مغربی تہذیب کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں، ان کی یہ بھی خواہش ہے کہ جو دینی تصورات اور مذہبی روایات ماڈرن تہذیب سے متصادم ہوں، انھیں کاٹ چھانٹ کر یورپ سے برآمد کی ہوئی اس جدید تہذیب سے ہم آہنگ کر دیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ عصرِ جدید کے آخر وہ کون سے تقاضے ہیں کہ اسلام اپنی اصلی و حقیقی شکل میں رہتے ہوئے ان کا ساتھ نہیں دے سکتا، اگر مسئلہ جدید اکتشافات و ایجادات کا ہے کہ آج کا انسان دال روٹی کے بجائے کیک، ٹوسٹ اور سینڈویچ کھانے لگا ہے، دست کاری اور گھریلو صنعتوں کے مقابلے میں بڑے بڑے مشینی کارخانے قائم کر لیے ہیں، قدیم موصلاتی ذرائع کے بالمقابل جدید نظام موصلات دریافت کر لیے ہیں، تیر و تلواری کی جگہ کلاسکوپ، رائفل اور میزائل و ایٹم بم کے استعمال پر قادر ہو گیا ہے، قدیم طرزِ علاج کے بجائے طرح طرح کے جدید طریقہ علاج ایجاد کر لیے ہیں تو بتایا جائے کہ آخر مذہب کا ان ایجادات سے کیا تصادم ہے؟ آخر مذہب اسلام کا وہ کون سا اصول و قانون ہے جو ان تبدیلیوں کی نفی کرتا ہے اور ان ایجادات و اکتشافات پر قدغن لگاتا ہے؟

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سائنسی تجربات و اکتشافات اسلام کی روشن صداقت و حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں، مثال کے طور پر اسلامِ آخرت کے سلسلہ میں یہ نظریہ اور اعتقاد پیش کرتا

ہے کہ قیامت کے دن ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ انسان کے اعضاء و جوارح اپنے اپنے اعمال و افعال کی شہادت دیں گے، اسلام سے بے بہرہ عقل و مادہ کے پجاری اسلام کے اس عقیدہ کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے؛ مگر آج کے ٹیپ ریکارڈر اور دیگر مواصلاتی آلات وغیرہ نے بندگانِ عقل و مشاہدہ کو اس کے ماننے پر مجبور کر دیا کہ اگر لوہا وغیرہ سے بنے یہ جمادات کے آلے بول سکتے ہیں تو جس خدا نے زبان کو گویائی عطا کی ہے، وہ بدن کے دیگر اجزا کو بھی گویا کر سکتا ہے، ملتِ اسلامیہ کے عقیدہ معراجِ جسمانی سے مادہ پرستوں کی عقل انکار کرتی رہی؛ لیکن آج کے خلائی اور سیاراتی نظام نے تصور معراج کو تجربہ و مشاہدہ کی حدود میں لاکھڑا کیا ہے، قیامت کے دن وزنِ اعمال کے مسئلہ کو بھی سائنس نے تجربہ و مشاہدہ کی شکل میں دنیا کے روبرو کر دیا ہے، آج سائنسی ترازوؤں کے ذریعہ حرارت و برودت اور ہوائ تک کو تولا جا رہا ہے۔

الغرض سائنسی ایجادات و اکتشافات تو اسلام کے پیش کردہ غیبی امور و حقائق کو تسلیم کرنے پر دنیا کو مجبور کر رہے ہیں؛ اس لیے اسلام کا ان سے کوئی تصادم نہیں ہے۔

ہاں اگر عصری ضروریات اور جدید تقاضوں سے مراد علم و سائنس نہیں؛ بلکہ وہ پوری تہذیب و معاشرت ہے، جس کے زہریلے اثرات سے آج مغربی دنیا ٹپ رہی ہے، مثلاً شراب، جوا، سود کا بے محابا رواج، مرد اور عورت کا آزادانہ میل ملاپ، بلبوں کی انسانیت کش زندگی، حیوانیت کی حد تک جنسی بے راہ روی، تہذیب و ثقافت کے نام پر اخلاقی انارکی، سول میرج، گرل اور بوئے فرینڈ جیسی حیا سوز رسمیں جس نے یورپ کو ایک ایسے چوراہے پر لاکھڑا کر دیا ہے، جس کے ہر چہار جانب حیوانیت، درندگی، حرص و شہوت، خود غرضی، بے چینی مایوسی اور تاریکی نے گھیرا ڈال رکھا ہے۔

یہ بد قسمتی ہی کی بات ہے کہ عصری ضروریات اور جدید تقاضوں کا نام لے کر یورپ کی اسی تباہ کن اور ہلاکت بہ کنار تہذیب کو معاشرے پر لادنے کی ناروا کوشش کی جا رہی ہے، بالخصوص ملک کا سیاست گزیدہ طبقہ تو اس کے لیے بے چین ہے اور ترقی کے خوش نما عنوان سے جاہلیت و حیوانیت کی بے حیا تہذیب کو ملک پر لادنا چاہتا ہے، ملک عزیز اگر چہ مدت ہوئی یورپ کے طاغوتی پنجے سے آزاد ہو گیا؛ مگر ملک کے یہ سیاسی لیڈران اپنے علم و فہم کی کمی اور فکر و نظر کی پستی کی بنا پر آج بھی یورپ کے ذہنی طور پر غلام ہیں اور اپنی اس غلامی کو ملک کے عوام پر بھی مسلط کرنا چاہتے ہیں اور ملک کو یورپ کی اسی تہذیبی تباہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں، جس سے آج یورپ خود کراہ رہا ہے اور اس کے ہوش مند افراد اس ہلاکت سے نکلنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں، ملک کی

ترقی عورتوں کو گھر سے نکال کر سڑکوں اور دفاتروں میں پہنچا دینے سے نہیں ہوگی؛ بلکہ ملک صحیح سمتوں میں ترقی کرے گا تو امن و آشتی، عدل و انصاف اور دولت کی درست تقسیم سے؛ جبکہ ترقی کے یہی اسباب خود سیاسی بازی گروں کی وجہ سے ملک میں کم یاب ہیں۔

”تفو بر تو اے چشم گردوں تفو“

چونکہ اسلام آج سے چودہ سو سال پہلے ہی اس تہذیب کو ”تبرج جاہلیت“ کہہ کر یکسر رد کر چکا ہے؛ اس لیے آج کے روشن خیال اور تاریک دل دانشور اس جاہلی تہذیب کو صالح اور مہذب بنانے کی بجائے اسلامی آثار و روایات کو فرسودہ اور ازکار رفته قرار دے کر اس کو مسخ کرنے کے لیے اپنی ہر امکانی کوشش صرف کر رہے ہیں، یہ ایک ایسا خطرناک رویہ ہے جس کا عبرت ناک انجام ترکی کی شکل میں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ تہذیبِ مغرب کے پرستار ملک کی فلاح و بہبود کا نام لے کر یہی تاریخِ ہندوستان میں بھی دہرانا چاہتے ہیں، اس سازش میں یہ پہلو کس قدر خطرناک ہے کہ بعض وہ افراد و اشخاص جو ملک میں علمائے دین کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں انھیں یہ گروہ اپنا آلہ کار بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے، جن کی وساطت سے اسلامی احکامات میں کتر بیونت کا سلسلہ شروع کر دیا گیا، اور قرآن، حدیث اور فقہِ اسلامی کے حوالے سے قرآن و حدیث کے محرمات کو حلال و جائز گرداننے کی جسارت کی جا رہی ہے، یہ ایک ایسی خطرناک سازش ہے کہ اگر اس کا پردہ چاک نہیں کیا گیا تو مرضِ سرطان کی طرح غیر محسوس طور پر اس کی جڑیں پھیل جائیں گی اور پھر اس کا مداوا مشکل ہی سے ہو سکے گا، اربابِ علم و دین کب تک اسلامی احکام و ہدایت کے خلاف اس کھلوڑ کو خاموش تماشائی بنے دیکھتے رہیں گے۔

دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

